اسلام اُس وقت تک غالب نہیں آ سکتا جب تک کہ ہم میں متواتر خدمتِ دین کرنے والے افراد پیدا نہ ہوں

(فرمودہ 30 ستمبر 1955ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"مجھے ڈاکٹروں نے تاکید کی تھی کہ میں گرم موسم میں نہ رہوں۔ لیکن یہاں اتنی شدید گرمی پڑ رہی ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر لحظہ میری تکلیف میں اضافہ ہو رہا ہے اس لیے میں سمجھتا تھا کہ طبّی طور پر یہ مناسب نہیں کہ میں خطبہ کے لیے مسجد میں آؤں۔ لیکن چونکہ میں ایک لمبے عرصہ کے بعد ربوہ آیا ہوں اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ مختصر طور پر تین چار باتیں کہہ آؤں۔ میں نے مسجد میں آنے سے قبل اعلان کروایا تھا کہ کوئی دوست مجھ سے مصافحہ نہ کریں کیونکہ میری صحت پر گرمی کا سخت اثر ہے۔ گرمی کچھ کم ہو تو میں باہر نکل سکوں گا۔

مجھے یورپ میں یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ آپ کو کچھ عرصہ تک ہر سال یہاں آنا چاہیے تاکہ موسم سے بھی فائدہ اٹھایا جائے اور ڈاکٹری مشورہ سے بھی فائدہ پہنچے لیکن یہ مستقبل کی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے منشاء پر منحصر ہیں۔ آئندہ جو خدا تعالیٰ کا منشاء ہوگا وہی ہوگا۔ انسان کی باتیں خواہ وہ ڈاکٹروں کی ہوں یا غیر ڈاکٹروں کی خیالی ہی ہوتی ہیں۔ جو کچھ میرے دل میں بھرا ہے وہ تو

بہت کچھ ہے۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں گرمی کی وجہ سے میری صحت کو سخت نقصان پہنچا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی شخص میرے جسم کو ہلا رہا ہے اور میں جھول رہا ہوں۔ اس وجہ سے میرے لئے اطمینان کے ساتھ کھڑا ہونا مشکل ہے۔

بہرحال میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگ ہمیشہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم ﷺ کے خادم تھے اور آپؑ اسلام کی اشاعت کے لیے تشریف لائے۔ اگر آپ لوگوں کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو پھر آپ کو اُس کام کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ دنیا میں اِس وقت اڑھائی ارب کی آبادی ہے۔ لیکن ہمارا صرف سوڈیڑھ سَو مبلغ باہر کام کر رہا ہے اور تیس چالیس یہاں تیار ہو رہے ہیں۔ گویا ابھی کام کی ابتدا ہے۔ شروع شروع میں جو وقف کرنے والے تھے اُن کی اولاد میں سے کوئی بھی وقف کی طرف نہیں آیا۔ اگر تم ان لوگوں کی ایک لسٹ بناؤ تو ایک تماشا بن جائے۔

سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ لیکن آپ کے خاندان میں سے اب صرف میری اولاد واقفِ زندگی ہے۔ باقی سب نوسو اور ہزار روپیہ ماہوار کے پھیر میں پڑے ہوئے ہیں۔ گویا چشمہ سرے سے ہی گدلا ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کے وقت ہر شخص سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے یہی معنے تھے کہ اگر مجھے یہاں پچاس روپے ماہوار ملیں گے اور باہر مجھے پانچ سو روپے ملیں گے تو میں پچاس کو پانچ سو پر ترجیح دوں گا۔ لیکن اب اس عہد لینے والے کی اپنی اولاد کیا کر رہی ہے؟ ان میں سے کوئی پندرہ سو اور دو ہزار کے پھیر میں پڑے ہوئے ہیں۔ پھر باقی لوگوں کا کیا قصور ہے۔ وہ تو کہیں گے کہ جب عہد لینے والے کی اپنی اولاد پندرہ سو اور دو ہزار کے پھیر میں پڑی ہوئی ہے تو ہم کیوں پندرہ سو اور دو ہزار کے پھیر میں نہ پڑیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب نے اُس روپیہ سے پرورش پائی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو خدا تعالیٰ نے دیا تھا۔ اور الہاماً بتایا تھا کہ ''یہ تیرے لیے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے[1]۔'' اس نے یہ کبھی نہیں کہا کہ یہ تیرے لئے اور تیری اولاد میں سے

حکومت سے پندرہ سو یا دو ہزار لینے والوں کے لیے ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کی بداستعمالی نہیں تو اَور کیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آپ کی اولاد آئندہ ہزار سال تک اپنی اولاد در اولاد کو دین کی خدمت کے لیے وقف کرتی چلی جاتی اور دنیا کمانے کی طرف کبھی توجہ نہ کرتی۔ اگر باقی لوگوں کو لاکھ لاکھ روپیہ ماہوار بھی مل رہا ہوتا تو وہ اُس کی طرف منہ نہ کرتے۔ اور دین کی خدمت کرتے ہوئے اگر انہیں پچاس روپیہ ماہوار بھی ملتا تو اُسے خوشی سے قبول کر لیتے۔ مگر یاد رکھو یہ ضروری نہیں کہ جسمانی اولاد ہی وفادار ہو بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ روحانی اولاد وفادار ثابت ہوتی ہے اور جسمانی اولاد بعض دفعہ بے وفائی کر جاتی ہے۔

اِس لیے اگر آپ لوگ دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی اولاد داغدار ثابت ہو رہی ہے تو آپ یہ نہ کہیں کہ آپ کی جسمانی اولاد جب اچھا نمونہ نہیں دکھا رہی تو ہم کیوں دکھائیں۔ یاد رکھیں آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی اولاد ہی ہیں۔ وہ جسمانی اولاد ہیں اور آپ روحانی اولاد ہیں۔ اگر آپ لوگ انہیں دین سے لاپرواہی کرتے دیکھیں تو بائیں طرف تھوک کر اور یہ سمجھ کر کہ وہ شیطان کے قبضہ میں آ گئے ہیں دین کی خدمت میں مشغول ہو جائیں۔ ساری دنیا ابھی اسلام سے بیگانہ ہے اور اڑھائی ارب کی آبادی کو ہم نے اسلام کی طرف لانا ہے۔ پس اڑھائی ارب کی آبادی کو اسلام کی طرف لانے کی تیاری کریں اور شروع دن سے ہی اپنا یہ مقصد بنالیں اور اپنی اولاد کو بھی تاکید کریں کہ ان کا کام ساری دنیا کو کلمہ پڑھانا ہے۔ جب تم لوگ ساری دنیا کو کلمہ پڑھا لوگے تو تمہاری دنیا اور عاقبت دونوں سنور جائیں گی۔ ایک پاگل سے پاگل انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب ساری دنیا کلمہ پڑھ لے گی تو انگریز کیا، دنیا کی ساری قومیں تمہاری غلامی کریں گی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر امریکہ کے سب لوگ مسلمان ہو جائیں تو آج ہمارا جو مبلغ وہاں کے مزدوروں سے بھی کم گزارہ لے کر کام کر رہا ہے اِسی حالت میں رہے گا؟ اور کیا وہ لوگ اپنی دولتیں اس کی طرف نہیں پھینکیں گے؟ پس بے شک آپ لوگوں کو دنیا بھی ملے گی لیکن میں اس پر زور اس لیے نہیں دیتا کہ تا تمہارا نظریہ دنیوی نہ ہو جائے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ آج جو دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرے گا اور دنیا کی پروا نہیں کرے گا ایک وقت آئے گا کہ دنیا اُس کی طرف دوڑتی ہوئی آئے گی۔ لیکن اِس وقت تم صرف دین کو سامنے رکھو۔ اور

ہزار دو ہزار یا دس ہزار کے چکر میں نہ پڑو۔ صرف اس بات کو اپنے سامنے رکھو کہ چاہے فاقے آئیں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ساری دنیا کو پڑھا کر رہیں گے۔

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک میراثن آئی۔ اُس کا لڑکا عیسائی ہوگیا تھا اور وہ سِل کا مریض بھی تھا۔ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ میرا یہ اکلوتا لڑکا عیسائی ہوگیا ہے اور ساتھ ہی سِل کی بیماری میں مبتلا ہے۔ آپ اسے تبلیغ بھی کریں تا یہ دوبارہ اسلام قبول کرے اور علاج بھی کریں۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو اس کے علاج کے لیے ہدایت فرمائی اور خود اسے تبلیغ کرتے رہے۔ لیکن وہ اِس قدر کٹر عیسائی تھا کہ آپؑ جتنی تبلیغ کرتے وہ اُتنا ہی عیسائیت میں پکا ہوتا۔ ایک رات جبکہ اُس کی حالت زیادہ خراب تھی وہ آدھی رات کو بھاگا اور بٹالہ کی طرف چل پڑا۔ وہاں عیسائیوں کا مشن تھا۔ اُس کی ماں کو پتا لگ گیا۔ وہ رات کو گیارہ میل کے سفر پر چل پڑی اور قادیان سے 9,8 میل کے فاصلہ پر دوانی وال کے تکیہ[2] کے پاس اُسے جالیا۔ مجھے یاد ہے جب وہ قادیان واپس آئی تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے پاؤں پر روتی ہوئی گر گئی اور کہنے لگی میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ایک دفعہ اسے کلمہ پڑھا دیں۔ پھر بے شک یہ مرجائے مجھے اس کی پروا نہیں۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتی کہ یہ عیسائی ہونے کی حالت میں مرے۔

دیکھو! اس میراثن میں کتنا ایمان تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی اور جسمانی اولاد میں کم از کم اُس میراثن جتنا ایمان تو ضرور ہونا چاہیے۔ اُس میراثن کا بیٹا عیسائی ہوگیا تھا۔ مگر وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ عیسائی ہونے کی حالت میں مرے۔ اُس کی خواہش تھی کہ وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے پھر بے شک مرجائے۔ تم لوگ تو مسلمان گھروں میں پیدا ہوئے ہو۔ تمہارے لئے تو اَور بھی ضروری ہے کہ تم ایک دفعہ دوسروں کو کلمہ پڑھا لو پھر بے شک مرجاؤ۔ تم وقف در وقف کی تحریک کرتے چلے جاؤ اور پھر ہر واقف یہ سوچے کہ آگے اُس کی اولاد میں خدمتِ دین کے لیے کتنا جوش ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کی تھیں اُن میں سے کئی ہیں جن کی اولاد نے اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لیے وقف نہیں کیں۔ صرف میری اولاد نے اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لیے وقف کی ہیں۔ خدا کرے کہ ان کا دین کی خدمت

کے لیے یہ جوش قائم رہے اور آگے انکی اولاد در اولاد اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لیے وقف کرتی چلی جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باقی اولاد کو بھی یہ سمجھ آجائے کہ پندرہ سو یا دو ہزار روپیہ ماہوار کمانا کوئی چیز نہیں۔ اصل چیز یہ ہے کہ انسان دین کی خدمت میں اپنی زندگی گزارے۔

باقی میرے ساتھ وقف کرنے والوں میں سے ایک چودھری فتح محمد صاحب سیال تھے۔ چودھری صاحب کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ انہوں نے اپنے ایک لڑکے کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے بعد دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ دوسرے درد صاحب تھے اگر ان کی اولاد میں سے کوئی لڑکا اچھا پڑھ جاتا تو وہ اُسے دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیتے۔ مگر کچھ ایسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ ابھی تک ان کی اولاد میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں ہوا کہ وہ دین کے لیے اپنی زندگی وقف کر سکے۔ باقی سب لوگوں کے خانے خالی ہیں۔ حالانکہ اسلام دنیا میں اُس وقت تک کبھی غالب نہیں آسکتا جب تک مسلسل اور متواتر ہم میں زندگیاں وقف کرنے والے لوگ پیدا نہ ہوں۔

دیکھ لو رسول کریم ﷺ کے قریباً پانچ سَو سال بعد ایک بزرگ حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتیؒ ہوئے اور انہوں نے ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کی۔ ان کے بعد ان کے خلفاء ہوئے جنہوں نے ملک کے مختلف حصوں میں اسلام کی اشاعت کی۔ مثلاً حضرت خواجہ فریدالدین صاحبؒ نے سارے پنجاب میں اسلام پھیلایا۔ پھر آپ کے کچھ اَور شاگردوں نے جنوبی ہندوستان میں لاکھوں لوگوں کو اسلام میں داخل کیا۔ جب آپ ہندوستان میں تشریف لائے تھے اُس وقت ہندوستان کی آبادی صرف ایک کروڑ تھی۔ لیکن تمہارے مقابلہ میں اب اڑھائی ارب لوگ ہیں جن کو تم نے ہدایت کی طرف لانا ہے۔ اگر ہندوستان کے ایک کروڑ لوگوں کے لیے پانچویں چھٹی صدی میں ایک معین الدین چشتیؒ کی ضرورت تھی تو اب اڑھائی ارب لوگوں کے لئے دوسَو سال تک بیسیوں معین الدین چشتیؒ جیسے وجودوں کی ضرورت ہے۔ اور یہ بیسیوں معین الدین چشتیؒ پیدا کرنے مشکل نہیں۔ بشرطیکہ تم اس کے لیے کوشش کرو اور تمہارا اپنا وقف ہی نہ ہو بلکہ تمہاری اولاد در اولاد میں وقف کا سلسلہ چلتا چلا جائے۔

تم اِس وقت اپنی غربت کی طرف نہ دیکھو تم خدا تعالیٰ کی طرف دیکھو اور یاد رکھو وہ وقت

آنے والا ہے جب یہی غریب دنیا کے بادشاہ ہوں گے اور وقف نہ کرنیوالوں کی آئندہ نسلیں ان پر لعنتیں بھیجیں گی اور کہیں گی خدا تعالیٰ ان کے باپ دادوں کا بیڑا غرق کرے کہ انہوں نے اپنی اولاد کو وقف نہ کیا۔ بلکہ وہ دعا کریں گے کہ خدا تعالیٰ ان کے باپ دادوں کو جہنم کے سب سے نچلے حصہ میں لے جائے کہ انہوں نے اپنی اولاد کو دین کی خدمت میں نہ لگایا بلکہ دنیا کمانے کی طرف لگا دیا۔

تم میری آواز سے سمجھ سکتے ہو کہ مجھے جوش آ گیا ہے اور جوش میں آنا میرے لیے مُضِر ہے اس لیے میں انہی الفاظ پر اپنا خطبہ ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت میں خدمتِ دین کا جوش پیدا کرے اور ان کا جوش قیامت تک بڑھتا چلا جائے۔ اور وہ اُس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک کہ وہ موجودہ اڑھائی ارب لوگوں کو اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کو مسلمان نہ کرلیں۔ اور اُس وقت تک سانس نہ لیں جب تک کہ دنیا کا ایک ایک آدمی کلمہ نہ پڑھ لے اور ایک ایک آدمی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجنے لگ جائے۔"

(الفضل 29 اکتوبر 1955ء)

1: تذکرہ صفحہ 17، 18 ایڈیشن چہارم

2: تکیہ: قبرستان۔ فقیروں کے رہنے کی جگہ۔ آرام کی جگہ